تقریظ

حضرت اقدس مولانا مفتی سیّد عبد القدوس ترمذی دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

بسمہ اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوۃ! احقر نے مضمون "تعویذات کی شرعی حیثیت" پورا پڑھا بہت خوشی ہوئی کہ عزیزم محترم مولوی محمد ذبیح اللہ سلمہٗ اللہ تعالیٰ متعلم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا نے بڑی محنت سے اس موضوع پر جامع تحریر مرتب کر کے قرآن و سنت اور فقہاء کرام علماء امت کے ارشادات کی روشنی میں تعویذ کی شرعی حیثیت کو خوب واضح کر دیا۔

بحمد اللہ تعالیٰ یہ تحریر اپنے موضوع پر مدلل اور مکمل ہے جو حضرات تعویذات سے انکار کرتے ہیں ان کے شبہات کا جواب بھی عمدہ انداز میں دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ان کے تمام شبہات ان جوابات اور دلائل کو دیکھ کر ختم ہو جائیں گے اسی طرح جو حضرات تعویذات کے جواز کی آڑ میں جائز ناجائز کی تمیز کے بغیر اسمیں مشغول ہیں انہیں بھی یہ تحریر بغور پڑھنی چاہیے۔ تاکہ انہیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ ہو جائے حاصل یہ ہے کہ جو لوگ علی الاطلاق تعویذات کی شرعی حیثیت کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے جو حضرات ہر جائز ناجائز مقصد کے لیے ان کو استعمال کرتے ہیں دونوں صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں اس بارہ میں اعتدال کا راستہ وہی ہے جس کی ترجمانی اس میں تحریر کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ افراط و تفریط سے مسلمانوں کو بچا کر صراط مستقیم اور صحیح راستہ پر قائم رکھے اور اس مضمون کو گم تشنگان راہ ہدایت کیلئے ہدایت کا سبب بنائیں اور عزیز موصوف سلمہٗ کی سعی کو قبول فرمائیں اور مزید توفیقات سے نوازیں۔ آمین

فقط

احقر عبد القدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۲۴ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ

تعویذات کی شرعی حیثیت

مولانا ذبیح اللہ مہران

تمہید

حضور a کی بعثت مبارکہ سے پہلے عملیات یعنی جھاڑ پھونک، تعویذات اور گلے یا بازو وغیرہ میں پتھر، کوڑی، درخت کی چھیل اور دھاگے وغیرہ لٹکانے کے ذریعے علاج کا عام دستور تھا اور زمانہ جاہلیت میں اکثر و بیشتر یہ چیزیں سحر اور شرک پر مشتمل ہوتی تھیں۔ اس لیے حضور a نے ان امور سے اولاً سب کو روک دیا اور اس معاملہ میں سختی فرمائی بعد میں جب لوگوں کی ذہن سازی ہوگئی اور عقائد درست ہوگئے تو آپ a نے چند اصلاحات کے بعد اس طریقہ علاج کی اجازت فرمادی مثلاً ایک شرط یہ ہے کہ جھاڑ پھونک اور تعویذات وغیرہ میں جادو شامل نہ ہو کیونکہ جادو کرنا اور کرانا حرام ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جھاڑ پھونک اور تعویذات میں شرکیہ کلمات نہ ہوں اور نہ ہی ایسی زبان میں ہوں جس کا معنی و مطلب معلوم نہ ہوں اور یہ بھی شرط ہے کہ آدمی جھاڑ پھونک و تعویذات وغیرہ کو مستقل بالذات نہ سمجھے بلکہ اس کو علاج اور سبب کی حد تک محدود سمجھے اگر کوئی شخص اس طریقہ علاج کو مؤثر بالذات سمجھتا ہے تو فساد عقیدہ کی وجہ سے یہ ناجائز ہے۔

بعض لوگ تعویذات کو مطلقاً (یعنی ہر تعویذ کو) شرک کہتے ہیں وہ لوگ حد اعتدال سے تجاوز کرتے ہیں اور انکا مطلقاً تعویذات کو شرک کہنا قرآن و حدیث، کتب فقہ اور شروحات حدیث میں غور نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ درحقیقت اگر احادیث اور کتب فقہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو تعویذات کا جواز بالکل واضح ہوجائیگا۔

باقی جو لوگ تعویذات کی مخالفت میں احادیث پیش کرتے ہیں ان سے مراد ایسے تعویذات ہیں جن میں مشرکانہ باتیں ہوں یا جن کو مؤثر بالذات (شفاء دینے والا) سمجھا جائے ورنہ آیات قرآنیہ کا دم کرنا حضور a سے اور تعویذات کا لکھ کر پلانا یا لٹکانا صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔

قرآن مجید جسمانی و روحانی امراض کے لیے شفاء ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

''ہم ایسی چیزیں یعنی قرآن نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفاء اور رحمت ہے۔''

تفسیر معارف القرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''قرآن کریم کا قلوب کے لیے شفاء ہونا شرک وکفر اور اخلاق رذیلہ اور امراض باطنہ سے نفوس کی نجات کا ذریعہ ہونا تو کھلا ہوا معاملہ ہے اور تمام امت اس پر متفق ہے اور بعض علماء کے نزدیک قرآن جس طرح امراض باطنہ کی شفاء ہے امراض ظاہرہ کی بھی شفاء ہے کہ آیت پڑھ کر مریض پر دم کرنا اور تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا امراض ظاہرہ کے لیے بھی شفاء ہوتا ہے روایات احادیث اس پر شاہد ہیں تمام کتب حدیث میں ابوسعیدؓ کی یہ حدیث موجود ہے کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سفر میں تھی کسی گاؤں کے رئیس کو بچھونے کاٹ لیا تھا لوگوں حضرات صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ آپ کچھ اس کا علاج کر سکتے ہیں انہوں نے سات مرتبہ سورت فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا مریض اچھا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ a کے سامنے اس کا تذکرہ آیا۔ آپ a نے صحابہ کرامؓ کے اس عمل کو جائز قرار دیا اس طرح دوسری متعدد احادیث سے خود رسول a کا معوذات پڑھ کر دم کرنا ثابت ہے اور صحابہ تابعین سے معوذات اور دوسری آیات قرآن کے ذریعے مریضوں کا علاج کرنا لکھ کر گلے میں ڈالنا ثابت ہے جسکو اس آیت کے تحت میں قرطبی نے تفصیل سے لکھا ہے۔'' (تفسیر معارف القرآن ص ۵۲۲ ج ۵)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید ہر قسم کی جسمانی وروحانی امراض ظاہرہ وباطنہ کے لیے شفاء ہے بشرطیکہ یقین کامل سے عمل کیا جائے۔

ایک اور دلیل کہ قرآن شفاء ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ قال رسول اللہ ﷺ بالشفائین العسل و القرآن

(ابن ماجہ ص ۲۵۵)

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور a نے ارشاد فرمایا:

''دو چیزوں سے شفاء حاصل کرو ایک شہد اور دوسرا قرآن''

یعنی شہد میں بھی شفاء ہے اور قرآن بھی شفاء ہے تو معلوم ہوا کہ شہد کی طرح قرآن بھی شفاء ہے جسمانی امراض کے لیے بھی شفاء اور روحانی امراض کیلئے بھی شفاء ہے۔

تفسیر روح المعانی

تفسیر روح المعانی میں ''وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمة'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآن کریم جسمانی اور روحانی دونوں امراض کے لیے شفاء ہے چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

ای ما ھو تقدیم دینھم استصلاح نفوسھم کالدواء الشافی للمرضی وفیه ایضا ان ھذا الوجه اوفق لمقتضی المقام ولا یخفی علیك بعده ولذااختیر فی توجیه التبحیض انه باعتبار الشفاء الجسمانی وھو من خواص بعض دون بعض ومن البعض الاول الفاتحه وفیھا آثارمشھورة وآیات الشفاء وھی ست۔ (س۱۴۵ پارہ۱۵)

تفسیر قرطبی

تفسیر قرطبی میں مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں موجود ہے کہ قرآن روحانی اور جسمانی دونوں امراض کے لیے شفاء ہے۔ چنانچہ قرطبی میں ہے۔

الثانیه:اختلف العماء فی کونه شفاء علیٰ قولین احدھما انه شفاء للقلوب بزوال الجھل لفھم المعجزات والا مورالدالة علی الله تعالیٰ الثانی شفاء من الامراض الظاھرة بالرقیٰ والتعوذ ونحوہ۔(ص۲۱۶ پارہ ۱۵)

ایک اور دلیل کہ قرآن شفاء ہے

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ a نے فرمایا۔''خیرالدواءالقرآن''(بہترین دواءقرآن ہے)ظاہر ہے کہ دواءعلاج جسمانی کے لیے ہوا کرتی ہے اب چاہے قرآن کے ذریعے علاج بصورت تعویذ ہو یا بصورت دم ہو دونوں جائز ہیں۔

عملیات کی اباحت کے دلائل

جن احادیث میں تعویذات جھاڑ پھونک وغیرہ عملیات کی ممانعت آئی ہے یا ان کو شرک کہا گیا ہے علماء کرامؒ نے اباحت کے دلائل کے پیش نظر ان کو ایسی صورتوں پر محمول کیا ہے جن میں شرکیہ کلمات ہوں یا غیر اللہ سے مدد لی گئی ہو یا ایسے کلمات پر مشتمل ہوں جن کو مستقل طور پر مؤثر بالذات سمجھا جائے وغیرہ لہٰذا وہ عملیات جو ایسے امور اور فساد عقیدہ سے مبّرا ہوں وہ اس ممانعت میں داخل نہیں ہیں بلکہ وہ مباح ہیں اب اباحت کے چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبرا

بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں یہ روایت موجود ہے کہ صحابہ کرامؓ کا قافلہ سفر پر تھا ان کا زاد سفر ختم ہو چکا تھا۔عرب کے کسی قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا انہوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کیا اتفاق سے ان کے سردار کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا جسکی وجہ سے وہ سخت پریشانی کے عالم میں صحابہ کرامؓ کے پاس آئے اور کہا کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا عمل ہے جس سے سانپ یا بچھو کے زہر کا اثر ختم ہو جائے ایک صحابیؓ غالباً حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا ہاں میرے پاس اس کا عمل ہے لیکن ایک شرط پر عمل کروں گا کہ بکریوں کا ریوڑ ہمیں دیا جائے چونکہ وہ لوگ مجبور تھے انہوں نے شرط کے مطابق ان کو ایک ریوڑ دے دیا لیکن صحابہ کرامؓ کا آپس میں اختلاف ہو گیا بعض حضرات کہتے تھے یہ ہمارے لیے حلال اور جائز ہے اور بعض دوسرے حضرات کہتے تھے یہ کتاب اللہ پر اجرت لی گئی ہے۔ لہٰذا جائز نہیں ہے بالآخر حضور اکرم a سے فیصلہ کرایا گیا۔آپ a نے ارشاد فرمایا۔

''وما یدریك انها رقیة، ثم قد أصبتم اقسمو اواضربو لی

معکم سھما افضحك النبی ﷺ ''۔(بخاری، ج ا ص ۳۰۴)
یعنی تجھے کیسے معلوم ہوا کہ سورت الفاتحہ رقیہ یعنی علاج کا عمل ہے پھر فرمایا تم نے اچھا کیا یہ بکریاں تقسیم کرلو اور میرا حصہ بھی نکالو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ a نے ارشاد فرمایا

ان احق ما اخذتم علیه اجرًا کتاب الله۔(بخاری ج ۲ ص ۸۵۴)
یعنی سب سے زیادہ اجرت لینے کے لائق تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

(ف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ نے سورت فاتحہ کا عمل (رقیہ) کیا یعنی قرآن کے ذریعے علاج کیا مریض ٹھیک ہوگیا حضور a نے تصدیق فرمائی کہ بذریعہ قرآن علاج کرنا صحیح ہے۔ اور چونکہ دم ایک علاج ہے اور علاج پر اجرت جائز ہے۔

دلیل نمبر ۲

امام بخاریؒ نے ''باب الرقی بالقرآن والمعوذات'' قائم فرمایا حدیث تحریر فرمائی ہے۔

عن عائشة ان النبی ﷺ کان ینفث علیٰ نفسه فی المرضِ الذی مات فیه بالمعوذات۔ (الحدیث بخاری ج ۲ ص ۸۵۴)

سیّدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم e مرض وفات میں اپنے اوپر معوذات سے دم کرتے تھے یعنی آخری سورتیں پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے تھے اور پھر دونوں ہاتھ اپنے جسم مبارک پر پھیر دیتے تھے۔

(ف) حدیث شریف سے بھی اس طریقہ علاج کا جواز معلوم ہوگیا کہ قرآن کریم خصوصاً معوذات کے ذریعے علاج جائز اور ثابت ہے۔

دلیل نمبر ۳

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت امرنی النبی ﷺ او امر ان یسترقی من العین۔(بخاری ج ۲ ص ۸۵۴)

سیّدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم a نے مجھے حکم فرمایا یا مطلقاً حکم فرمایا کہ نظر بد کا علاج رقیہ کے ذریعہ کروائیں یعنی جھاڑ پھونک وغیرہ سے۔

(فائدہ) اس حدیث شریف سے بھی کلام حق کے ذریعے طریق علاج کا حکم خود حضور اکرم a نے فرمایا ہے۔

دلیل نمبر ۴

عن ام سلمة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأى فى بيتها جارية فى وجهها سفعة فقال استر قولها فان بها النظرة

(بخاری ج ۲ ص ۸۵۴)

حضرت امّ سلمہؓ سے روایت ہے حضور a نے میرے گھر ایک لڑکی دیکھی جس کے منہ پر زردی چھائی ہوئی تھی تو آپ a نے فرمایا کہ رقیہ یعنی کلام کے ذریعے سے علاج کراؤ کیونکہ اس پر نظر بد کے اثرات ہیں۔

(فائدہ) آپ a نے اس حدیث مبارک میں کلام کے ذریعہ علاج کی اجازت دی ہے یعنی جھاڑ پھونک کے ذریعہ نظر بد کے علاج کی اجازت خود آپ a نے فرمائی ہے۔

دلیل نمبر ۵

قال سالت عائشة رضی اللہ عنہا عن الرقية من الحمة فقالت رخص النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرقية من كل ذى حمة۔ (بخاری ج۲ص ۸۵۴)

حضرت اسود بن یزید نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ زہریلے جانوروں کے کاٹے کا علاج رقیہ کے ذریعے جائز ہے یا نہیں تو سیّدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور a نے سانپ اور بچھو وغیرہ زہریلے جانوروں کے کاٹنے میں رقیہ یعنی علاج بالکلام جھاڑ پھونک وغیرہ کی اجازت دی ہے۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو زہریلا جانور، سانپ یا بچھو وغیرہ کاٹ لے تو اس کا علاج کلام کے ذریعے جائز ہے۔

دلیل نمبر ۶

عن عائشة رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انها قالت كان اذا اشتكى

رسول اللہ ﷺ رقاہ جبرئیل قال بسمہ اللہ یبریك ومن کل داءٍ یشفیك ومن شر حاسد اذا حسد وشر کل ذی عین۔
(مسلم شریف ج۲ ص۲۱۹)

سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم a بیمار ہوتے تھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام مذکورہ بالا دعا پڑھ کر آپؐ کا علاج کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۷

عن ابی سعید ان جبرئیل اتی النبی ﷺ فقال یا محمد اشتکیت قال نعم قال بسم اللہ ارقیك من کل شی یوذیك من شر کل نفس اوعین حاسد یشفیك بسم اللہ ارقیك۔
(مسلم ج۲ ص۲۱۹)

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ حضور اکرم a کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ آپ کو کوئی تکلیف ہے آپ a نے ارشاد فرمایا جی ہاں تو حضرت جبرائیلؑ نے مذکورہ دعا پڑھ کر آپ کا علاج کیا۔

دلیل نمبر ۸

عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ رخص فی الرقیة من الحمة والعین والنملة (ترمذی ج۲ ص۲۷)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم e نے زہریلے جانوروں کے کاٹے، نظر بد اور پھوڑے کے لیے رقیہ یعنی علاج بالکلام کی اجازت دی۔

دلیل نمبر ۹

عن عوف بن مالك الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا یا رسول اللّٰہ کیف تریٰ فی ذالك فقال اعرضو علی رقائکم لا باس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرك (مسلم ج۲ ص۲۲۴)

حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں رقیہ یعنی کلام کے ذریعے

علاج کیا کرتے تھے تو حضور اکرم a کی خدمت میں ہم نے عرض کیا کہ آپ a اس بارے میں کیا فرماتے ہیں حضور a نے ارشاد فرمایا کہ اپنا طریقہ علاج میرے سامنے پیش کرو جب تک اس میں شرک نہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(فائدہ) اس حدیث شریف سے واضح ہورہا ہے کہ ایسے عملیات ناجائز ہیں جن میں شرک ہو اور جن میں شرک نہ ہو وہ عملیات جائز ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰

عن ابی خزامة عن ابیه قال سالت رسول الله ﷺ قلت یا رسول الله ارائیت رقی نسترقیها ودوا نتداوٰی به وتقاةً نتقیها هل ترد من قدر الله شیءً قال هی من قدر الله

(ترمذی ج۲ص۲۸)

ابوحزامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم a سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول a ارشاد فرمایئے کہ ہم جو رقیہ کے ذریعے علاج کرواتے ہیں یا دوائی کے ذریعے علاج کرتے ہیں یا بطور علاج کسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں کیا یہ امور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو رد کر سکتے ہیں تو آپ a نے ارشاد فرمایا کہ یہ امور تقدیر میں ہی ہیں۔

دلیل نمبر ۱۱

عن عائشة زوج النبی ﷺ انها قالت کان اذا شتکیٰ رسول الله ﷺ رقاه جبرئیل علیه السلام قال بسم الله یبریك ومن کل داءٍ یشفیك ومن شر حاسد اذا حسد وشر کل ذی عین۔

(مسلم شریف ص۲۱۹ ج۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نبی کریم a بیمار ہوتے تو حضرت جبرائیلؑ جھاڑ پھونک کرتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ بسم الله یبریک ومن کل داءٍ یشفیک ومن شر حاسد اذا حسد وشر کل ذی عین۔

تشریح

اس حدیث شریف کے تحت شارح مسلم شریف امام نوویؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رقیہ (جھاڑ پھونک) جائز ہے بلکہ سنت ہے لیکن وہ احادیث جن میں جھاڑ پھونک سے منع کیا گیا ہے ان سے مراد ایسا کلام ہے جس میں کفریہ باتیں ہوں یا ایسے کلمات ہوں جو مجہول ہوں (جنکا معنی معلوم نہ ہو) یا ان احادیث سے مراد یہ ہے کہ اسکا ترک افضل ہے۔ اگر جھاڑ پھونک میں آیات قرآنیہ اوراذکار معروفہ ہوں تو منع نہیں ہے۔ بلکہ یہ سنت ہیں۔

چنانچہ نووی شرح مسلم میں ہے۔

قوله ان جبرئيل عليه السلام رقى النبى صلى الله عليه وسلم وذكر الاحاديث بعده فى الرقى وفى الحديث الأخر فى الدين يدخلون الجنة بغير حساب لايرقون ولا يسترقون وعلىٰ ربهم يتوكلون فقد يظن مخالفاً لهذا الاحاديث ولامخالفة بل المدح فى ترك الرقى المرادبها الرقى التى هى من كلام الكفار والرقى المجهولة والتى بغير العربية وما لا يعرف معناها فهذه مذمومة لاحتمال ان معناها كفر و قريب منه اورمكروهته واما الرقى بايات القرآن بالاذكار المعروفه فلانهى فيه بل هوسنه.......واذن فيها لبيان الجواز مع ان تركها افضل۔

(نووی شرح مسلم ص۲۱۹ ج ۲)

ایک ضروری توضیح

احادیث مبارکہ میں سے یہ دس دلائل ذکر کیے گئے ہیں جن سے معلوم ہو رہا ہے کہ صحیح حق کلام کے ذریعے بہت سی بیماریوں کا علاج کرنا جائز اور ثابت ہے اور ان کے علاوہ بیسیوں دلائل کتب حدیث میں موجود ہیں۔ كما لا يخفىٰ على العالم العاقل۔

لیکن ایک بات کی وضاحت ضروری ہے۔ تاکہ آدمی کسی مغالطہ میں مبتلا نہ ہو جائے اور وہ مغالطہ یہ ہے کہ اکثر ہوا پرست فرقے جو صحیح تعویذات کا انکار کرتے ہیں ان کے سامنے جب

دلائل پیش کیے جاتے ہیں کہ رقیہ یعنی کلام حق سے بہت سے امراض کا علاج خود حضور a سے یا آپ a کی اجازت سے ثابت ہے۔تو وہ لوگ یہ کہہ کر گلوخلاصی کر لیتے ہیں کہ رقیہ کا معنی جھاڑ پھونک ہے لہٰذا جھاڑ پھونک تو جائز ہے لیکن تعویذ ثابت نہیں ہے لہٰذا تعویذات کا ثبوت پیش کرو۔

درحقیقت یہ ھویٰ پرستوں کا دھوکہ اور مغالطہ ہے کیونکہ اردو استعمال میں کچھ پڑھ کر دم کرنے کو جھاڑ پھونک اور کچھ لکھ کر گلے وغیرہ میں ڈالنے کو تعویذ کہتے ہیں گویا کہ ان پڑھ لوگوں نے اردو اور سرائیکی زبان سے استدلال کر کے رقیہ اور تعویذ کو دو الگ الگ چیزیں بنا کر دونوں میں تفریق ڈالی چنانچہ ایک جو جائز اور دوسرے کو ناجائز قرار دے دیا جبکہ عربی لغت کے لحاظ سے رقیہ کا لفظ ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔اور اس کے مفہوم میں جھاڑ پھونک اور تعویذات دونوں داخل ہیں اور رقیہ کا لفظ جہاں بھی حدیث اور لغت عرب میں وارد ہوا ہے اس سے ایسا کلام مراد ہے جس کے ذریعے علاج کیا جائے خواہ پڑھ کر دم کیا جائے خواہ کسی چیز پر پڑھ کر یا کاغذ، چمڑے وغیرہ پر لکھ کر مریض کے گلے یا بازو پر باندھ دیا جائے یہ سب رقیہ کا مفہوم اور مصداق ہیں بہر حال ایسا کلام جس کے ذریعے مریض کا علاج کیا جائے وہ رقیہ ہے خواہ وہ کسی صورت میں بھی ہو اب اس کے چند دلائل وشواہد ملاحظہ فرمائیں۔

تعویذ کے ثبوت کے لیے دلائل وشواہد

رقیہ.................

رقی کے مفہوم میں تعویذ شامل ہے جن احادیث میں رقیہ اور رقی کی اجازت دی گئی ہے درحقیقت تعویذات بھی ان میں شامل ہیں اس دعویٰ کے چند ثبوت درج ذیل ہیں۔(اسلام کے نام پر ھوا پرستی)

پہلا ثبوت

لغت کی مشہور کتاب مصباح اللغات میں الرّقیّۃ کا معنی لکھا ہے۔الرقیۃ، منتر، افسوں، تعویذ، جمع رُقی ورقیات ورُقیات (مصباح اللغات ص ۳۱۰)

دوسرا ثبوت

بخاری شریف کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ رقیہ بمعنی تعویذ ہے۔(بخاری ج ۲ ص ۸۵۴)۔

اسی طرح اوجزالمسالک میں لکھا ہے کہ رقیہ بمعنی تعویذ ہے۔(اوجزالمسالک ج ۲ ص ۳۰۱)۔

تیسرا ثبوت

فقہاء کرام نے اپنی کتابوں میں ایک جزئیہ لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ رقیۃ فی غلاف مجاف لم یکرہ دخول الخلأ بہٖ والا حترازافضل۔ یعنی اگر تعویذ کاغذ کپڑے وغیرہ میں ملفوط ہوتو اس کے ساتھ بیت الخلاء میں جانا مکروہ نہیں ہے۔ لیکن پرہیز افضل ہے اس عبارت میں بھی رقیہ سے مراد تعویذ ہے۔ معلوم ہوا کہ تعویذ بھی رقیہ ہے۔

چوتھا ثبوت

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کل ماتقدم من الرقی فان کتابتہ نافعۃ ورخص جماعۃ من السلف فی کتابتہٖ بعض القرآن وشربہٖ وجعل ذلک من الشفاء الذی جعل اللہ فیہ

(زادالمعادفی ھدی الخیرالعبادج ۳ ص ۲۱۵)

جو رقی یعنی علاج کے کلام پہلے گزر چکے ہیں یقیناً ان کا لکھنا نفع مند ہے اور سلف صالحین کی جماعت نے قرآن لکھنے اور لکھ کر پینے کی رخصت دی ہے۔

اور اس طریقہ علاج کو انہوں نے اس شفاء میں شمار کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رکھی ہے۔

قارئین کرام! یہ چند شواہد تھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رقی کا اطلاق تعویذات پر اور تعویذات کا اطلاق رقی پر ہوتا ہے۔ لہٰذا رقی کی اجازت میں تعویذات کی اجازت شامل ہے۔ کیونکہ دونوں صحیح کلام کے ذریعے طریقہ علاج ہے۔

لہٰذا جھاڑ پھونک کو جائز قرار دینا اور تعویذات کو ناجائز کہنا جہالت ہے۔ کیونکہ علاج بالکلام قدر مشترک ہے جو دونوں میں پائی جاتی ہے اصولی طور پر اگر جائز ہیں تو دونوں ہیں اگر ناجائز ہیں تو دونوں، بہر حال ان میں تفریق کر کے ایک کو جائز اور ایک کو ناجائز کہنا کسی لحاظ سے درست نہیں ہے۔

تمیمہ اور تعویذ کو ایک سمجھنا حماقت ہے

ھویٰ پرست فرقے اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے جاہلیت کے تمائم اور تعویذات قرآنیہ کو ایک سمجھتے ہیں اور جن احادیث میں تمائم جاہلیت کی مذمت بیان کی گئی ہے وہی تعویذات قرآنیہ پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ حالانکہ تمائم تعویذات قرآنیہ کو نہیں کہتے بلکہ تمائم ان پتھروں، منکوں اور کوڑیوں کو کہتے ہیں جنہیں اس زمانہ کے لوگ مؤثر بالذات اور مستقل طور پر نفع نقصان کا مالک سمجھ کر اپنے یا اپنے بچوں کے گلے میں لٹکاتے تھے تاکہ مرض وغیرہ سے حفاظت رہے اور اس فساد عقیدہ کیوجہ سے اسلام میں اس سے منع کیا گیا کیونکہ پتھروں پر یقین رکھنا اور ان کو نفع نقصان کا مالک سمجھنا یقیناً ایک باطل نظریہ ہے جسکی اسلام میں گنجائش نہیں لہٰذا جاہلیت کے یہ تمائم غلط اور باطل ہیں لیکن نبی کریم a نے کلام حق کے ذریعے مریضوں کے علاج کی اجازت فرمائی ہے بلکہ آپ a نے اس قسم کا علاج خود بھی کیا ہے اور تعویذ کا لغوی معنی ہے کسی کو اللہ کی پناہ میں دینا کیونکہ آدمی کلام حق کے ذریعے مریض کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہے۔

چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وفی المغرب بعضهم يتوهم ان المعاذات هی التمائم وليس كذلك انما التميمة الخرزة ولا باس بالمعاذات اذا كتب فيها القرآن اواسماء الله تعالیٰ ويقال رقاه الراقی رقيا ورقيةً اذا عوذه ونفث فی عوذته۔ (ردالمحتار مع الدرالمختار ج ۵ ص ۲۵۶)

اور مغرب میں ہے کہ بعض لوگ وہم کرتے ہیں کہ تعویذات یہی تمائم ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ تمیمہ منکے کو کہتے ہیں اور تعویذات میں کوئی حرج نہیں جبکہ ان میں قرآن یا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ لکھے ہوئے ہوں اور عربی محاورہ ''رقاه الراقی رقيا ورقيةً'' کا مطلب ہے جب اس کو تعویذ دے اور اس کے تعویذ میں پھونک مارے۔

اور علامہ شامی مزید لکھتے ہیں۔

وفی الشبلی عن ابن الاثیر التمائم جمع تمیمة وھی خرزات کانت العرب تعلقھا علی اولادھم تیقون بھا العین فی زعمھم فابطلھا الاسلام ایضاً۔(ص۳۵۹)

شبلی میں ابن اثیر سے روایت ہے کہ تمائم تمیمہ کی جمع ہے اور یہ کوڑیاں اور منکے ہیں جنکو اہل عرب اپنے بچوں کے گلوں میں لٹکاتے تھے اپنے زعم کے مطابق ان کے ذریعے نظر بد سے حفاظت کرتے تھے تو اسلام نے اس کو باطل قرار دیا۔

تو معلوم ہوا کہ تمیمہ اور چیز ہے جسکو اسلام نے باطل ٹھہرایا اور تعویذ اور چیز ہے جسکی اسلام میں اجازت ہے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی محظور شرعی نہ ہو لہٰذا تعویذ اور تمیمہ کو ایک سمجھنا حماقت ہے۔

قارئین کرام! آپکو معلوم ہو گیا کہ تعویذ درحقیقت ایک قسم کا رقیہ ہے یعنی علاج بالکلام ہے اور رقیہ کے جواز پر اجماع ہے چونکہ تعویذ رقیہ میں شامل ہے۔ تاہم کتب حدیث میں ایسے دلائل پائے جاتے ہیں۔ جن میں گلے وغیرہ میں لٹکانے کی تصریح موجود ہے لہٰذا دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

احادیث مبارکہ سے تعویذات کا ثبوت

دلیل نمبر۱

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول اللّٰهﷺکان یعلمهم من الفزع کلمات اعوذ بکلمات اللّٰه التامة من غضبه وشرعباده ومن همزات الشیاطین وان یحضرون وکان عبداللّٰه بن عمرو یعلمهن من عقل من بنیه ومن لم یعقل کتبه فاعلقه علیه۔ (ابوداود شریف ج۲ص۱۸۷ مصنف ابن ابی شیبه ج۵ص۴۳ مشکوة ص۲۱۷)

حضرت عمر بن شعیبؓ سے روایت ہے کہ حضور a ان کو ڈر خوف کی مذکورہ بالا دعا سکھاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ دعا اپنے سمجھدار بیٹوں کو تو زبانی یاد کراتے تھے

تا کہ وہ اس کو بطور وظیفہ کے پڑھیں اور بے سمجھ بیٹوں کے لیے اس دعا کو لکھ کر گلے میں لٹکا دیتے تھے یعنی تعویذ بنا دیتے تھے۔

دلیل نمبر ۲

عن ابی عصمة قال سالت سعید بن المسیب عن التعویذ فقال لا باس اذاکان فی ادیم۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۳ ج ۵)

ابوعصمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیّبؒ سے سوال کیا کہ تعویذات کا کیا حکم ہے انہوں نے فرمایا کہ جب چمڑے میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

دلیل نمبر ۳

عن عطاء فی الحائض یکون علیها التعویذ قال ان کان فی ادیم فلتنزعه وان کان فی قصبة فضة فان شات وضعته وان شأت لم تضعه۔

(سنن دارمی ج ۱ ص ۲۸۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۳ ج ۵)

حضرت عطاءؒ سے سوال کیا گیا کہ حائضہ عورت پر تعویذ لٹکا ہوا ہو تو کیا حالت حیض میں اس کو اتار لیا جائے یا اس پر لٹکا رہے فرمایا کہ اگر چمڑے میں ہو تو اس کو اتار دے اور اگر چاندی میں ہو تو اس کی مرضی چاہے اتار دے اور اگر چاہے رہنے دے یعنی دونوں صورتیں جائز ہیں۔

دلیل نمبر ۴

عن ثویر قال مجاهد یکتب للنا س التعویذ فیعلقه علیهم۔ (مصنف ص ۴۸ ۳ ج ۵)

حضرت ثویرؒ سے روایت ہے کہ حضرت مجاہدؒ لوگوں کے لیے تعویذ لکھتے تھے اور ان پر لٹکاتے تھے۔

دلیل نمبر ۵

عن جعفر عن ابیه انه کان لایریٰ بأساان یکتب القرآن فی ادیم ثم یعلقه۔ (مصنف ابن ابی شیبه، ص۴۳ ج ۵)

حضرت جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ تعویذات قرآنیہ کو چمڑے میں ڈال کر گلے میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

دلیل نمبر ۶

عن ابن سیرین انه کان لایریٰ بأساً بالشئ من القرآن۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ص ۴۳ ج ۵)

حضرت ابن سیرینؒ تعویذات قرآنیہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

دلیل نمبر ۷

حدثنا ایوب انه رای فی عضد عبیداللّٰہ بن عبداللّٰہ بن عمر خیطًا۔(مصنف ابن شیبه، ص۴۳ ج۵)

حضرت ایوب نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بازو پر ایک دھاگہ دیکھا۔

دلیل نمبر ۸

عن عطاء قال لا بأس ان یعلق القراٰن۔(مصنف ص۴۰ ج۵)

حضرت عطائیؒ قرآن کو گلے وغیرہ میں لٹکانے کے اندر کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

دلیل نمبر ۹

عن یونس بن حباب قال سالت ابا جعفر عن التعویذ یعلق علی الصبیان فرخص فیه۔ (مصنف ، ص۴۴ج۵)

یونس بن حباب سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفرؒ سے تعویذات کے بارے میں سوال کیا کہ وہ بچوں پر لٹکائے جائیں تو انہوں نے اس میں رخصت دی۔

دلیل نمبر ۱۰

عن الضحاك لم يكن يرىٰ بأ سا ان يعلق الرجل الشى من كتاب اللّٰه اذا وضعه عند الغسل وعند الغائط۔ (مصنف، ص ۴۳ ج ۵)

حضرت ضحاک سے روایت ہے کہ جس میں قرآن ہو اس کے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ نہانے اور قضائے حاجت کے وقت اتار دیا جائے۔

دلیل نمبر ۱۱

عن ابن عباس قال: اذا عسر على المرأة ولادتها فليكتب بسم اللّٰه لا اله الااللّٰه الحليم الكريم سبحان اللّٰه ربّ العرش العظيم الحمد اللّٰه ربّ العلمين كانهم يوم يرو نها لم يلبثوا الّا عشيّة اوضحٰها كانهم يوم يرونها مايوعدون لم يلبثوا الاساعة من نهاربلغ فهل يهلك الاالقوم الفاسقون○(فتاوىٰ ابن تيمية ص ٦٣ ج ١٩)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب عورت پر ولادت پر تنگی ہو تو (مذکورہ) کلمات لکھے جائیں۔

دلیل نمبر ۱۲

ان عائشة زوج النبیﷺ قالت ليست التميمة ماعلق بعد ان يقع البلاء۔ (طحاوی شریف، ص ۳٦٠ ج ۲)

حضرت عائشہؓ ارشادفرماتی ہیں کہ تمیمہ وہ نہیں ہے جو مرض آنے کے بعد لٹکایا جائے۔ یعنی جب کوئی مریض مرض میں مبتلا ہو جائے اور اس کے علاج معالجہ کے لیے جو تعویذ گلے وغیرہ میں لٹکایا جائے اس کو تمیمہ نہیں کہیں گے جو شریعت میں ممنوع ہے بلکہ وہ تعویذ ہے اور تعویذ کے ذریعے مریض کا علاج جائز اور درست ہے نزول بلاء سے پہلے حفظ ما تقدم کے تحت کوئی چیز گلے وغیرہ میں لٹکائی جائے۔

دلیل نمبر ۱۳

جھاڑ پھونک، دم درود، تعویذات وغیرہ کلام حق کے ذریعہ علاج کے جواز پر پوری امت کا اجماع ہے اور اجماع امت بھی حجت شرعیہ ہے چنانچہ علماء اسلام فرماتے ہیں۔اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ علماء اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ دم اور تعویذ تین شرطوں کیساتھ جائز ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا کلام یعنی قرآن سے ہوں یا اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء سے ہوں۔

۲۔ عربی میں ہوں اگر کسی عجمی زبان میں ہوں تو اس کے الفاظ کے معنی معلوم ہوں۔

۳۔ دم، تعویذ وغیرہ کرنے، کرانے کا یہ اعتقاد ہو کہ تعویذ میں بذاتہ کوئی اثر نہیں ہے بلکہ مؤثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہیں اور یہ دم اور تعویذ صرف سبب کے درجے میں ہیں۔

دلیل نمبر ۱۴

۱۔ امام محمدؒ رقیہ یعنی جھاڑ پھونک اور تعویذات وغیرہ کی اجازت کی روایات نقل کر کے لکھتے ہیں کہ وبہ ناخذ اذا کان من ذکر اللّٰہ (موطا امام محمد ص ۳۷۴)

وھو قول ابی حفیفه۔ (کتاب الاثار ص۲۰۱ طبع امدادیه)

یعنی ہم اس کو لیتے ہیں کہ رقیہ دم، جھاڑ پھونک اور تعویذات وغیرہ جبکہ ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ہوں جائز ہیں اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

۲۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک تعویذات جائز ہیں بشرطیکہ ان میں قرآن اور اسماء اللہ تعالیٰ ہوں۔

قال مالك لاباس تبعليق الكتب التى فيها اسماء اللّٰه تعالىٰ على اعناق المرضى على وجه التبرك بها

(تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۴۵)

اور امام احمد بن حنبلؒ خود تعویذات لکھا کرتے تھے بخاری شریف کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

فيه جواز الرقية وبه قالت الائمة الاربعة

(حاشیہ بخاری ص ۳۰۴ ج ۱)

۳۔ امام نوویؒ نے رقیہ کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

وقد نقلو الاجماع علی جواز الرقی بالایات اذکار اللہ تعالیٰ
(نووی شرح مسلم ص۲۱۹ ج۲)

۴۔ شارح مشکوۃ ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ایسے تعویذات اور رقیہ جو آیت قرآنیہ یا اسماء اور صفات ربانیہ یا دعاء ماثورہ پر مشتمل ہوں کرنا مستحب ہے۔
چنانچہ ملاعلی قاری مرقات شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں۔

وقال الملاعلی القاری واما من الایات القرآنیه والا سماء والصفات الربانیه والدعوات الماثورہ النبویه فلاباس بل یستحب سواء کان تعویذ اور رقیه اور نشرۃ واما علی لغة العبرانیة ونحوها فیمتنع لاحتمال الشرک فیها۔

(مرقات ص۳۲۱ ج۸)

مذکورہ وضاحت سے معلوم ہورہا ہے کہ وہ تعویذات اور رقیہ منع ہے جس میں شرک ہو اگر ایسی بات نہ وہ بلکہ اسماء حسنی یا آیات قرآنیہ وغیرہ ہوں تو وہ تعویذات اور رقیہ جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۵۔ حضرت اقدس الشیخ مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایسا رقیہ جس میں شرکیہ کلمات نہ ہوں اور جو الفاظ اس میں ہوں ان کا معنی معلوم ہو اور اس کو مؤثر بالذات نہ سمجھا جائے بالاتفاق جائز ہے۔ (کشف الباری شرح بخاری شریف ص۲۶ کتاب الطب)

۶۔ شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ تکملہ فتح الملہم میں لکھتے ہیں۔ کہ قرأۃ قرآن کیساتھ یا اسماء اللہ تعالیٰ کیساتھ یا اس کی صفات کے ساتھ مریض پر دم کرنا نبی a سے اور تعویذ لکھ کر بچوں کے اور مریض کی گردن میں لٹکانا یا پلانا متعدد صحابہ کرامؓ اور تابعین سے ثابت ہے۔
چنانچہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں ہے۔

کتابة التعویذات: ثم ان الاصل فی باب الرقیة ان یکون بقرأۃ القرآن الکریم اوبعض اسماء اللہ تعالیٰ اوصفاته

وینفث بها المریض وقد ثبت ذلك من النبیﷺفی عدۃ احادیث اما کتابة المعوذات تعلیقها فی عنق الصبیان والمرضی اوکتابتها وسقی مراد هاللمریض فقد ثبت عن عدۃ من الصحابة والتابعین رضی اللہ عنہ (تکملہ فتح الملھم ص۳۱۷ ج۴)

دلیل نمبر ۱۵

حضرت شیخ سید محمد حقی نازلی ''دلائل النبوۃ'' وغیرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں حضرت ابو دجانہؓ فرماتے ہیں میں نے حضور a سے شکایت کی کہ جب میں رات کے وقت سونے کے لیے بستر پر لیٹا تو مجھے چکی چلنے اور شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز سنائی دی اور ایسی روشنی معلوم ہوئی جیسا کہ بجلی چمکتی ہے۔ جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے صحن میں کسی چیز کی سیاہ پر چھائی معلوم ہوئی جو بتدریج بلند ہوتی اور پھیلتی جا رہی تھی میں اٹھا اور اس کے قریب جا کر اس پر ہاتھ پھیرا تو مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا میں کسی خار پشت کی کمر پر ہاتھ پھیر رہا ہوں۔ پھر میرے سینے پر ایک آگ سی لپٹ آ گئی، حضور a نے یہ سن کر فرمایا تمھارے گھر میں برے آباد کار آئے ہیں پھر آپؐ نے دوات کاغذ منگوایا اور حضرت علیؓ کو حکم دیا وہ لکھیں (حضرت علیؓ نے وہ کلمات لکھے) حضرت ابو دجانہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نامہ مبارک لیا اور اسے لپیٹ کر گھر لے آیا اور سوتے وقت اس کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا کچھ دیر بعد سوتے ہوئے مجھے کسی چیز کے چیخنے کی آواز سنائی دی جس سے میری آنکھ کھل گئی وہ کہہ رہا تھا اے ابو دجانہؓ تم نے ہم کو ان کلمات کی وجہ سے پھونک دیا، تم کو تمھارے صاحب (حضرت محمد a) کا واسطہ اس خط (تعویذ) کو اپنے پاس سے ہٹا لو جب تک تم یہ نامہ مبارک نہیں اٹھاؤ گے ہمیں نجات نہیں ملے گی، اس کے بعد ہم نہ تمھارے گھر آئیں گے نہ تمہارے پڑوس میں آئیں اور نہ ہی کسی ایسی جگہ آئیں گے جہاں یہ نامہ مبارک (تعویذ) ہوگا۔ حضرت ابو دجانہؓ فرماتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم میں حضور a کی اجازت کے بغیر نہیں اٹھا سکتا حضرت ابو دجانہؓ فرماتے ہیں کہ ساری رات جنات کی آہ و پکار، چیخنے چلانے اور رونے کی آواز سننے کی وجہ سے لگتا تھا کہ رات لمبی ہو گئی ہے تو میں نے نبی کریم a کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی اور رات جو جنات کی باتیں سنی تھیں وہ آپؐ کو

بتلادیں آپؐ نے فرمایا ابودجانہؓ تم اس خط کو وہاں سے ہٹا دو اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کیساتھ نبیؐ بنایا یہ قوم جنات قیامت تک اس مصیبت کی تکلیف پاتی رہے گی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ص۱۱۹ ج ۷ طبع بیروت)(خزینۃ الاسرار ص ۲۷ مر)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ سے خود حضور a نے تعویذ لکھوایا لہٰذا تعویذ لکھنا شرعاً جائز ہے کیونکہ تو آپؐ نے لکھنے کا حکم فرمایا۔

فقہاءامت کے فتاویٰ جات سے تعویذات کا ثبوت

فتاوٰی شامی

فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب شامیہ میں علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں کہ ایسے تعویذات جن میں قرآن یا اللہ تعالیٰ کے ناموں کو لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں یعنی ایسے تعویذات جائز ہیں۔

چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے۔

ولا باس بالمعاذات اذا کتب فیھا القرآن اواسماء اللّٰہ تعالیٰ

(ردالمحتار ص ۳۶۳ ج ۶)

فتاوٰی ابن تیمیہ

علامہ ابن تیمیہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں تعویذات کے جواز کی تصریح فرمائی ہے جسمیں آیات قرآنیہ یا اذکار ہوں۔

چنانچہ فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے۔

ویجوزان یکتب للمصاب وغیرہ من المرض شیأً من کتاب اللّٰہ وذکرہ بالمراد المباح ویغسل ویسقی۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۶۴ ج ۱۹)

امدادالفتاوٰی

امدادالفتاویٰ میں حکیم الامت مجدّد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ نے تعویذات کے جواز کی تصریح فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

تعویذ کھلانا پلانا آدمی کو جائز ہے۔(ص ۵۷ ج ۴)

فتاوٰی رشیدیہ

حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے اپنے فتاویٰ میں تعویذات کے جواز کی تصریح فرمائی ہے کہ قرآن کو تعویذ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۲۱)

امدادالاحکام

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں تمائم جاہلیت کی ممانعت ہے جو شرک سے خالی نہ تھے اور رقیہ بالقرآن جائز ہے پس چیچک کا گنڈا اسی طرح دیگر تعویذات گنڈے جو آیات قرآنیہ وادعیہ ماثورہ سے کیئے جائیں فی نفسہ جائز ہیں اگر اس میں کراہت یا حرمت آئیگی تو کسی عارض کیوجہ سے آئیگی مثلاً لوگ اس کو مؤثر بالذات سمجھنے لگیں تو اس سے منع کیا جائیگا۔ (امدادالاحکام ص ۳۳۰ ج۱)

کفایت المفتی

قرآن مجید کی آیت کا تعویذ لکھنا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ص ۷۷ ج۹)

فتاوٰی ثنائیہ

مسئلہ تعویذ میں اختلاف ہے راجح یہ ہے کہ آیات قرآن اور کلمات صحیحہ (یعنی جسکا معنی معلوم ہو) دعائیہ جو ثابت ہوں ان کا تعویذ لکھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۳۳۹ ج۱)

فتاوٰی حقانیہ

غیر شرعی الفاظ کے علاوہ آیات قرآنیہ اور ادعیہ ماثورہ سے تعویذ لکھنے اور لکھانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے اور پہننا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ۴۰۰ ج۱)

نظام الفتاوٰی

تعویذ کا ثبوت بعض روایات سے ہوتا ہے جائز کام کے لئے جائز طریقہ سے ہو تو جائز بھی ہوگا ورنہ ممنوع ہوگا۔ (نظام الفتاویٰ ص ۴۴۰ ج۱)

احسن الفتاوٰی

احادیث کثیرہ سے رقیہ (دم) کا ثبوت بے غبار ہے تمیمہ (تعویذ) کی مندرجہ ذیل صورتیں ناجائز ہیں۔

۱) ٹوٹکا پیتل، تانبے لوہے وغیرہ کے ٹکڑے کو باندھ کر کیا جاتا ہے۔

۲) ایسا تعویذ جس میں اسماء اللہ تعالیٰ اور ادعیہ ماثورہ نہ ہوں بلکہ کلمات شرکیہ ہوں۔

۳) تعویذ کو مؤثر بالذات سمجھا جائے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھا اور اب بھی بعض یونہی سمجھتے ہیں۔

اور جس تعویذ میں آیات قرآنیہ اور ادعیہ ماثورہ یا اسماء اللہ تعالیٰ ہوں تو یہ جائز اور ثابت ہے اس کو شرک کہنا جہالت ہے کیونکہ اس قسم کے تعویذات میں موثر بالذات اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھا جاتا ہے۔ (ص۲۵۶۔ج۷)

فتاوٰی عثمانی

تعویذ کرنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ اس میں جو کلمات لکھے جائیں انکا معنی معلوم ہو اور ان میں کوئی مشرکانہ بات نہ ہو آیات قرآنیہ پڑھ کر دم کرنا حضور a سے تعویذ لکھنا حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے ثابت ہے۔ (فتاوٰی عثمانی ص۳۰۹۔ج۱)

خیر الفتاوٰی

فقہاء نے تعویذات کے متعلق یہ ضابطہ لکھا ہے کہ قرآنی آیات اور ادعیہ ماثورہ یا ایسے کلمات جن سے کفر وشرک لازم نہ آتا ہو بلکہ شرک کا وہم بھی نہ ہوتا ہو ایسے دم، تعویذات کرنا شرعاً درست ہے۔ (خیر الفتاوٰی ص۳۴۸۔ج۱)

فتاوٰی محمودیہ

تعویذ میں قرآنی آیات یا احادیث کی دعائیں یا ان کے اعداد لکھ کر شفاء کے لیے دینا درست ہے۔ (ص۶۹ ج۲۰)

تعویذات وعملیات پر اجرت

جس طرح جائز دوا ایک دنیوی طریق علاج ہے اس پر اجرت لینا جائز ہے۔ ایسے ہی جائز دم اور تعویذ بھی ایک دنیوی طریق علاج ہے اور اس پر اجرت لینا جائز ہے اس مسئلہ میں ائمّہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے۔ البتہ تعلیم قرآن پر جس کا اصل مقصد دراصل ثواب آخرت ہے اس کے بارے میں ائمہ ثلاثہ تو اجرت کے قائل ہیں لیکن امام اعظمؒ اس کو جائز نہیں فرماتے تھے کیونکہ یہ عمل آخرت ہے مگر اس زمانہ میں یقین ہوگیا کہ اس طرح تعلیم قرآن ہی ختم ہو جائیگا اور قرآن پاک ضائع ہو جائیگا تو متاخرین حنفیہ نے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا، اب اس کے جواز پر امت کا اجماع ہے۔ اجماع متأخر اختلاف متقدم کو ختم کر دیتا ہے۔ اس لئے اب اس پر عدم جواز کا فتویٰ دینا خرق اجماع ہے اب وہ رائے مرجوح ہے جو بمنزلہ معدوم ہے۔

دم پر اجرت کا ثبوت حدیث سے

حضرت ابوسعید خدریؓ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے اور جا کر مہمانی طلب کی انہوں نے مہمانی سے انکار کیا ان کے ہاں کسی آدمی کو سانپ نے ڈس لیا وہ اسے ان کے پاس لیکر آئے انہوں نے کہا ہم اس وقت تک رقیہ نہیں کریں گے، جب تک تم ہمیں اجرت نہ دو، پھر انہوں نے بکریوں کا ایک گلہ اجرت میں مقرر کیا، پھر وہ گلہ لیکر حضور اقدس a کے پاس آ گئے۔ حضور a نے فرمایا ٹھیک ہے لے لو اور اس میں مجھے بھی کچھ دیدو تا کہ ان کو پورا اطمینان ہو جائے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ (بخاری شریف کتاب الارجارۃ)۔

نوٹ)............ یہ حدیث طویل ہے ہم نے یہاں خلاصہ لکھا ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ رقیہ پر اجرت لینا جائز ہے۔

اسلام اور جدید معاشی مسائل

شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی نے فاتحۃ الکتاب پڑھ کر رقیہ یعنی جھاڑ پھونک کی اور اس پر کسی نے پیسے دے دیئے تو وہ لینا جائز ہیں اور اس پر اجرت طے کر کے لینا بھی جائز ہے۔ (ص ۲۰۵ / ج ۲)۔

امدادالاحکام

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ امدادالاحکام میں لکھتے ہیں کہ رقیہ بالقرآن (قرآن پڑھ کر دم کرنا) جائز ہے اوراس پر اجرت بھی جائز ہے۔(ص ۳۳۲/ج ۱)

شرح معانی الاثار

امام طحاویؒ فرماتے ہیں لا بأس بالا ستیجار علی الرقیٰ والعلاجات کلھا۔ کہ دم اورتعویذ پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(ص ۲۴۷/ج ۲)

تعویذات اور جھاڑ پھونک سے متعلق سوالات اوران کے جوابات

سوال: بعض لوگ قرآن مجید کی آیت ولا تشتروا بآیتی ثمنًا قلیلا سے دلیل پکڑتے ہیں کہ دم اورتعویذ کی اجرت جائز نہیں ہے۔

جواب: اس آیت کا تعلق دم کی اجرت کے ساتھ بالکل نہیں ہے یہ آیت ان یہود کے بارے میں ہے۔ جواللہ تعالیٰ کی آیات کا مطلب غلط بتلا کر یا چھپا کر لوگوں سے پیسے لیتے تھے یہ فعل باجماع امت حرام ہے۔

جیسا کہ معارف القرآن میں حضرت مفتی شفیعؒ لکھتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں قیمت لینے کی ممانعت کا مطلب وہ ہی ہے جو آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی مرضی اوران کی اغراض کی خاطر اللہ تعالیٰ کی آیات کا مطلب غلط بتلا کر یا چھپا کر لوگوں سے پیسے لیے جائیں، یہ فعل باجماع امت حرام ہے۔

(معارف القرآن ص ۲۰۷/ج ۱)

سوال: حدیث میں تمائم کو شرک کہا گیا ہے کیا پھر بھی تعویذ لکھنے لکھوانے اوراستعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

جواب: علامہ قعنبی فرماتے ہیں وبعضھم یتوھم ان المعاذات ہی التمائم ولیس کذالك (مغرب ج نمبر ا ص ۱۰۷) یعنی بعض لوگوں کو وہم ہوگیا ہے کہ تعویذ

تمائم ہی ہیں حالانکہ ایسا نہیں، معلوم ہوا کہ یہ سوال اسی وہم پر مبنی ہے۔

تمائم کو جو شرک کہا گیا ہے اگر تو اس کے مضمون میں شرک ہے مثلاً غیر اللہ یعنی شیاطین سے وغیرہ سے استمداد ہے جن مین توسل کا کوئی شبہ نہ ہو تو وہ تمائم شرک اکبر ہیں۔ اگر مضمون تو شرکیہ نہیں لیکن اسے مؤثر بالذات سمجھتا ہے تو یہ شرک توکل کے خلاف ہے جیسا کہ حدیث میں ریا کو شرک فرمایا گیا ہے حالانکہ ریا ایمان کے خلاف نہیں بلکہ اخلاص کے خلاف ہے اور جو تعویذ ان دونوں سے خالی ہو اسکا تمائم سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: بالفرض اگر تمیمہ سے خرزہ یا وہ تعویذ مراد لیا جائے جس میں الفاظ شرکیہ لکھے ہوں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے من تعلق شیئا وکل الیہ۔ یہاں لفظ شئی ہر قسم کے تعویذ کو شامل ہے۔

جواب: یہ بالفرض اسی وہم کی وجہ سے لکھا گیا ہے جس تعویذ کو محض سبب دفع ضرر وہ بھی درجہ سوم کا سمجھا جائے اسکا تمیمہ سے کوئی تعلق نہیں اور من تعلق شیئا کو عام لینا بھی صرف کم علمی کی وجہ سے ہے کہ حدیث کے تمام طرق پر نظر نہیں۔ مشکوۃ میں بحوالہ ابوداؤد شیئا کی بجائے من تعلق تمیمۃ ہے اور کنز العمال میں حرزاً ہے تو شئی متعین ہوگئی تمیمہ یعنی وہ بھی خرزہ ہے۔

سوال: اگر کسی چیز کے متعلق حلت و حرمت، حظر و اباحت اور سنت و بدعت کے دلائل متعارض ہوں تو اصول شرع کے اعتبار سے ترجیح کس کو ہوگی؟

جواب: جس طرح حرام دوا اور ہے حلال دوا اور ہے۔ ان میں کوئی تعارض نہیں، خنزیر حرام ہے اور بکرا حلال ہے ان میں کوئی تعارض نہیں، اسی طرح جائز دم اور ناجائز دم میں کوئی تعارض نہیں، جائز دم جائز ہے اور ناجائز دم ناجائز ہے۔ اسی طرح جائز تعویذ جائز ہیں اور ناجائز تعویذ ناجائز ہیں ان میں کوئی تعارض ہے ہی نہیں۔

سوال: جو تعویذ آیاتِ قرآنیہ، ادعیہ ماثورہ اور اسماء الحسنیٰ پر مشتمل ہو اسکے جواز میں اختلاف ہے لیکن اس کے علاوہ تعویذات کی ساری اقسام مثلاً تِوِلہ (محبت کا تعویذ) نُشرہ (جن نکالنا) وغیرہ بالاتفاق حرام ہیں، اب اکثر و بیشتر تعویذ لکھنے والوں کا حرام اقسام میں مبتلا ہونا ایک خدشہ ہی نہیں بلکہ واقعہ ہے۔ تو کیا مختلف فیہ قسم کے تعویذات کو سد ذریعہ کے طور

پر ممنوع قرار نہیں دیا جائے گا؟

جواب: جو تعویذ آیات قرآنیہ، ادعیہ ماثورہ اور اسماء الحسنیٰ پر مشتمل ہو اور اسکو سبب درجہ سوم سمجھے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔ اس کے جواز میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں تو لہ محبت کا جادو ناجائز ہے۔ نُشرہ جس سے شیاطین سے استمداد کی جائے عمل شیطان ہے مگر جائز تعویذات سے ان ضرروں کا دفع کرنا قطعاً حرام نہیں۔ اب کتنے ڈاکٹر حرام ادویہ کا استعمال کر رہے ہیں تو کیا سد ذریعہ کے طور پر جائز ادویات سے بھی منع کر دیا جائے گا؟

سوال: تعویذ کا معاوضہ لینا درست ہے یا نہیں، اس کے جواز پر حضرت ابوسعید خدری؄ کی روایت سے استدلال درست نہیں کیونکہ انہوں نے دنبے کفار سے لئے تھے یہاں معاوضہ مسلمانوں سے لیا جاتا ہے انہوں نے دم کا معاوضہ لیا تھا یہاں تعویذ کا معاوضہ لیا جاتا ہے۔ اس حدیث کے علاوہ اگر کوئی دلیل ہو تو ضرور تحریر کریں۔

جواب: جس طرح دواء کا معاوضہ لینا درست ہے اسی طرح تعویذ کا معاوضہ لینا بھی درست ہے اگر دواء کافر کو دی جائے گی تو معاوضہ کافر سے لیا جائے گا اور مسلمان کو دی جائے تو معاوضہ مسلمان سے لیا جائے گا۔ جب دم کا معاوضہ جائز ہو گیا تو تعویذ کا کس نے حرام کیا؟

سوال: ان کتابوں میں تولہ اور نقوش والے تعویذ بھی ہیں جو بالاتفاق ناجائز ہیں؟

جواب: ان تعویذات کو جو ہندسی نقوش میں ہیں کس نص سے ناجائز کہا ہے؟ اور کتنے اہل فن کی کتابوں میں یہ تعویذات متواتر چلے آ رہے ہیں مگر کسی ایک بھی اہل فن نے ان کو ناجائز نہیں کہا۔ آپ نے یہ کہاں با حوالہ لکھ دیا کہ سب کے ہاں بالاتفاق ناجائز ہیں۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ (بحوالہ تجلیات صفدر ج نمبر ۳)۔